خطبۂ صدارت موتمر قرآنیہ

حضرت علامہ سید شاہ محمد رضا صاحب شطاری

نائب صدر نشین

جمعیۃ المشائخ

مملکت آصفیہ

منعقدہ ۱۴ صفر المظفر روز دوشنبہ سنہ ۱۳۶۲ھ بمقام روضہ اورنگ آباد [illegible]

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی - اما بعد

حضرات! اگر خطبۂ صدارت ایک خدمت قومی ہے تو پھر ایک خادم قوم کو شکریہ ہی ادا کرنا چاہیئے اور اگر ایک ذمہ داری ہے تو ہفوات انبانات کیلئے عفو و درگزر کی درخواست لازم لہٰذا میں عفو درگزر کی درخواست کرتے ہوئے شکریہ پہلے اپنے خداوند قدوس کا پھر آپ کا ادا کرتا ہوں کہ اس ناچیز کو ایک عظیم فرض یعنی خدمت قرآن کا موقع مل رہا ہے۔

——— صلاح کار کجا و من خراب کجا

میرے عزیزو! و بزرگو! تحریک قرآنی درحقیقت تحریک احیاء قوم ہے کیونکہ قرآن پاک روح من اللہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ وکذالک انزلنا الیک روحًا من امرنا۔ یعنی اسی طرح اوتاری ہم نے تمہاری طرف اے پیغمبر ایک روح ہمارے امر سے۔ روح کا کام زندگی بخشنی تو ہے نہ ہر مردگی میں زندگی اسی سے تو پیدا ہوئی ہے۔ آپ نے حکم الٰہی سن لیا۔ اب مسلمان کا فرض حکم خدا سننے کے بعد سوائے تسلیم کے اور کیا ہے۔ مگر اس حکم کے ساتھ جب تاریخ و تجربہ و مشاہدہ بھی گواہی دیتا ہو تو پھر کیا کہتے ہیں۔ نورٌ علی نور۔ تاریخ گواہ ہے جو تجربہ مشاہدہ

پر مبنی ہے کہ جو جو قومیں مردہ تھیں وہ اس سے مس ہوتے ہی زندہ ہو گئیں اور جو جو اور جس جس قسم کی صلاحیتیں اور قوتیں ان کے اندر موجود تھیں وہ اجاگر ہو گئیں۔ سوال اگر ہے تو صلاحیتوں اور قابلیتوں کا ہے روح کا نہیں۔

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

سب سے پہلے یہ روحِ حق اس عرب قوم سے مس ہوئی جس سے بڑھکر دنیا میں شاید ہی کوئی قوم گنوار و خونخوار درندگی و حیوانیت میں گرفتار۔ شر و فساد میں سرشار ہو۔ مگر دیکھتے دیکھتے کیا سے کیا ہو گئی۔

عرب جو کہ تھا ایک ڈھوروں کا گلہ
گراں کر دیا اس کا عالم سے پلہ

آپ اپنی تاریخ کیا جانو۔ اغیار ہی سے کم از کم سن لو۔ یورپ کے مستشرقین و علماء تاریخ سے سن لو جن کی اسلام دشمنی مشہور و معروف ہے

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

آج میدان تمدن و تہذیب کی مسابقت کا بازار گرم ہے اور بین الاقوامی نظام حیات کی منافست کی آگ چار دانگ عالم میں بھڑک رہی ہے، یہ کس کی لگائی ہوئی ہے۔؟ کچھ معلوم بھی ہے؟ یہ تمہارے اس قرآنِ پاک کی تو لگائی ہوئی ہے۔ اگر قرآنِ پاک دنیا میں نہ آتا تو یہ معرکۂ حیات قومی کہاں گرم ہوتے اور یہ ہل چل کہاں پیدا ہوتی۔ سب سے پہلے قرآن ہی نے تو حیات و ممات قومی کا مسئلہ چھیڑا۔ اسی نے پہلے پہل یہ آواز اٹھائی کہ

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ

ہر قوم کی موت کا ایک وقت ہوتا ہے۔ پھر جب کسی قوم کی موت آجاتی ہے تو وہ قوم ایک گھڑی نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

انفرادی شخصی موت وحیات سب دنیا قدیم سے جانتی ہے مگر کسی قوم کی قومی حیات و قومی ممات، ایک ایسا مسئلہ تھا جس سے دنیا ناواقف تھی اور اب تک بھی بہت سارے افراد انسانی اس سے ناواقف ہی ہیں۔ خصوصاً مسلمان قوم اور علماء علوم قدیمہ اس سے بالکل ناواقف ہی رہے۔

یہ مسئلہ یورپ کے اقوام نے قرآن پاک کے ارشادی سے سیکھا۔ جب کہ یہ کلام پاک یورپ میں اندلس کی راہ سے داخل ہوا اور وہاں قرآن پاک کا چرچہ ہوا تو قیصر و کسریٰ کی غلامی کی زنجیروں کے گرفتاروں کو یہ معلوم ہوا کہ قومی زندگی بھی کوئی چیز ہوا کرتی ہے۔ قرآن پاک نے ادھر سیاست قومیہ کا پردہ یوں وا کیا اور ادھر شہنشاہی استبداد کے خلاف آوازے کسے اور یہ منادی کی کہ

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

(نہیں حکمرانی مگر خدا ہی کی)

اس سلسلے میں یہ بھی بتا دیا کہ حضرت موسیٰ کو خدا نے پیغمبری اسی لئے دی تھی کہ اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائیں۔

اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ
(یعنے نکال تیری قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف)
وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
(یعنے اے فرعون کیا یہ احسان تو مجھ پر اس لئے جتاتا ہے کہ
تو نے میری قوم کو غلام بنا رکھا ہے)

مسلمانوں نے قرآن کی راہ گم کرکے فرقہ واری مذاہب ساختہ پرداختہ کو ہی دینِ خدا سمجھ لیا ہے مگر یوروپ میں اس قرآن کی تعلیم نے وہی کام کیا جو ایک دیا سلائی باروت کے گودام میں کرتی ہے

کیا یہ ارشادات قرآنی، قومی زندگی اور قومی موت، قومی غلامی، قومی آزادی اور قومی اندھیرا اور قومی روشنی کے وہ زریں مسائل سیاسیہ و عمرانیہ نہیں ہیں جس کے محور پر آج دنیا کی بین الاقوامی مسائل سیاسیہ گھوم رہے ہیں اور جس کے لئے آج یہ عالم گیر جنگ کی قومی قیامتیں قائم ہو رہی ہیں۔ جن کی مصیبتوں سے دنیائے انسان چیخ اٹھی ہے۔

بزرگو! قرآن پاک کی سب سے بڑی تعلیم دینی و مذہبی دی ہے جو ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی تعلیم سیاسی ہے۔ یعنی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

قرآن پاک نے اس توحید کی تعلیم پر جس قدر زور دیا شاید ہی دنیا کی

کوئی کتاب آسمانی نے اس پر اس قدر زور دیا ہو۔ وجہ یہ کہ مسلمانوں کی سیاست قومی عین ان کا مذہب ہے اور ان کا مذہب عین سیاست قومی۔ مسلمان جس طرح

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کہکر ان تمام علوی و سفلی قوتوں کے تصرفات مستقلانہ کا انکار کرتا ہے جو عالم جہالت میں نافع و ضار سمجھی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ یہ کلمہ کہکر ان تمام سیاسی اقتدارات اعلیٰ کا انکار کرتا ہے جو بلا اجازت کتاب و سنت اس پر حکمرانی کرنی چاہیں۔

مسلمان کے ہر نئے سال ہجری میں ان میں جذبات آزادی قومی اور مضمون

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کی یادگار منائی جاتی ہے گو وہ بے شعوری اور غیر ارادی ہی طور پر کیوں نہ ہو سیاست کا جاہل کلمہ توحید کا مطلب فقط دینی و مذہبی سمجھتا ہے۔ یعنے نفی الوہیت غیر خدا بخلاف اس کے ایک محقق عارف اس کا مطلب دونوں حیثیتوں سے سمجھتا ہے۔ دینی بھی و سیاسی بھی۔ یعنے نفی الوہیت بھی اور نفی ربوبیت و اقتدار غیر خدا بھی۔

چنانچہ فرعون کا آوازہ مقولہ قرآن ہے

اِنَّ رَبَّکُمُ الْاَعْلیٰ بتایا نہ کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ۔ یعنے میں تمہارا

مقتدر اعلیٰ ہوں۔ دیکھئے حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر سچ فرمایا ہے۔ ؎

واللہ کہ بنائے لا الہ ہست حسینؓ

حضرت حسین علیہ السلام نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اصل مطلب سمجھایا۔ وہ یہ کہ اقتدار اعلیٰ سوائے خدا کے اور کسی کا ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام اور اولیاء عظام سے بڑھکر دنیا میں کوئی موجب لا الہ کا حقیقی اور صحیح معنیٰ سمجھنے والا نہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلعم نے آخری وصیت قرآن اور سیرت اہل بیت کو مضبوط سنبھالنے کی فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے تمام دنیا کے گوشہ گوشہ میں انتہائی صعوبتیں برداشت کر کے اس تعلیم توحید کو پھیلایا جو قرآن کی محکوم ہے اور اہل بیت رسول کی معمول۔ اگر آپ اس میں کچھ شبہ فرماتے ہیں تو ملاحظہ فرمائیے ان بزرگوں کے مزارات مقدسہ جو زمین کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں اور زبان حال سے پکار رہی ہیں کہ وہ اس سرور عالم کی آل سے ہیں جو دنیا میں حقیقی توحید الٰہی پھیلانے اور کرۂ زمین پر ہر قسم کے سوا راج، تامراج، سراج کو مٹا کر خدا راج قائم کرنے آیا تھا اور جس کو عملاً اس کے خلفاء راشدین نے دنیا میں بالکل پہلی بار عرب کے بیابانوں میں قائم کر کے بتلایا اور دنیا کے سامنے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کی وہ خوشخبری عملاً پیش کر دی جس کو وہ منادی کرتے رہتے تھے یعنے آسمانی بادشاہت (ملکوت السماء) حالانکہ عیسائی دنیا ابھی تک اس خواب خرگوش میں گم ہو کر

اس آسمانی بادشاہت سے کیا مراد ہے۔

میرے بزرگو ان اندھوں کو چھوڑ دو۔ سیاسی۔ دینی۔ عمرانی معاشی اندھیریوں میں ٹھوکریں کھانے دو۔ اور آگ اور دھواں کے موجودہ جہنم میں بھسم ہو جانے دو جس کا ایندھن کچھ تو وہ خود بن رہے ہیں اور کچھ پتھر کا کوئلہ!

اتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

ترجمہ۔ ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان ہے اور پتھر جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے

یہ تو نار جہنم دنیوی ہے اس میں وہ قومیں مبتلا ہیں جو حضرت عیسیٰ اور حضور محمد صلعم دونوں کے کافر ہیں۔ آنحضور کے کافر تو صاف ظاہر مگر وہ حضرت عیسیٰ کے بھی کافر ہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ اپنے جانے کو جس کے آنے کے لئے ضروری قرار دیا یعنی فارقلیط اس کے یہ منکر ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اس نار میں مبتلا ہیں۔ ہم بحمد اللہ محفوظ۔ اسی طرح جب نار اخروی کا وقت آئیگا انشاء اللہ ہم ہی محفوظ ہوں گے اور یہ مبتلا۔

بزرگو!

میں آپ حضرات کا اور خصوصاً اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نہیں بلکہ دلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کے مساعی سے یہ عظیم ترین تحریک قرآنی جو مسلمانوں کی موجودہ تحریکات میں سے حقیقی قومی ترقی کی ہے ان بزرگوں کے ایام عرس میں قائم ہو رہی ہے جو آقائے نامدار کی

آخری وصیت تمسک بالثقلین کے مجسم نمونہ تھے۔ انہوں نے اپنے طرز عمل سے اس وصیت کا عملی جانو نہ صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ یعنی قرآنی تعلیم للھیت اور کردار نیک کو دنیا میں پھیلایا۔

آپ نے دیکھا کہ تمسک بالقرآن کے مدعیوں نے کس طرح اہل بیت اصول کا دامن چھوڑا اور للھیت اور کردار نیک کو نظر انداز کیا اور جدل اور خلاف کے پرخوار وادیوں میں گرفتار ہوئے اور ساری قوم کو فرقہ وارانہ پارہ پارہ کر دیا۔

الَّذِيۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِيۡنَ ۔ — جنہوں نے بنا دیا آسمانی کتاب کو پارہ پارہ۔

اِنَّ قَوۡمِى اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا ۔ — میری قوم نے اس قرآن کو ایک فضول بکواس قرار دیا یا اسکو دور افتادہ کر دیا

اور دوسری طرف ایک جماعت سے اہل بیت رسول کا خود کو وابستہ ظاہر کر کے ان لا طائل واہیات باتوں کے طوفانوں میں گھر گئے۔ جس سے قرآنی اصل تعلیم توحید ہباءً منثوراً بن کرادی گئی۔

حضرات!

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ

لوگوں کے حساب کتاب چکنانے کا وقت قریب آگیا اور وہ ابھی اپنی غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

یہ ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کی خدائی نوٹس ہے۔ کیا اب بھی اتنی صدیوں بعد وقت نہیں آیا کہ دنیا غفلت سے بیدار ہو۔

بھائیو!

یہ غفلت بھی ایک ہی ہے اور اس سے بیداری بھی ایک ہی۔ یہ قرآن سے غفلت و روگردانی ہے جس سے یہ روز بد آج تمام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اب بیداری بھی محض یہی ہے کہ مسلمان اپنے آب حیات کی طرف رجوع کریں جسے چھوڑ کر ہی وہ اس مردگی کو پہنچے تھے۔ یہ آب حیات محض قرآن ہی ہے جس سے بیسیوں مردہ قوموں کو زندہ کیا۔ اور آج کی بھی مردہ قوموں کو اسی طرح زندہ کر سکتا ہے۔ آج مسلمانوں کا فرض سب سے پہلے اور سب سے بڑا یہی ہے کہ وہ قرآنی حکومت اپنے ضمیر و اعضاء پر قائم کر لیں اور پھر تمام دنیا میں اس کی دعوت کو عام کریں تو کچھ عجب نہیں کہ وہ دن جو موعود قدیم ہے یعنی دنیا کی نجات اور عالمگیر برادری اور عالمگیر امن اماں نہایت جلد آجائے اور دنیا

اس خوشحالی اور سکھ چین اور قومی مذہبی آزاد زندگی کو حاصل کرلے
جسے دنیا ایک زمانہ سے ترس رہی ہے اور ہر طرح کی بحث و پذ
کر رہی ہے مگر کوئی اطمینان بخش صورت نہ پیدا ہو سکی اور جب تک کہ
وہ کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ فقط

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

وما علینا الا البلاغ المبین

چشتیہ پریس چھتہ بازار